مسلک حق اہلسنت کی ترقی کیلئے

اعلیٰ الشاہ امام احمد رضا خان

اعلیٰ حضرت

کے دس (10) نکات پر تبصرہ

مرتب: حضرت علامہ **محمد یعقوب ترابی** صاحب

(ایم اے عربی۔ اسلامیات۔ بین الاقوامی تعلقات اور سیاسیات)

(بانی و پرنسپل: خالد بن ولید انسٹیٹیوٹ نیو کراچی)

ناشر: **خالد بن ولید پبلشر** (سیکٹر G-11 نیو کراچی)

رابطہ نمبر: 0310-2999178

05-05-2023

مسلک حق اہلسنت کی ترقی کیسے ممکن ہو

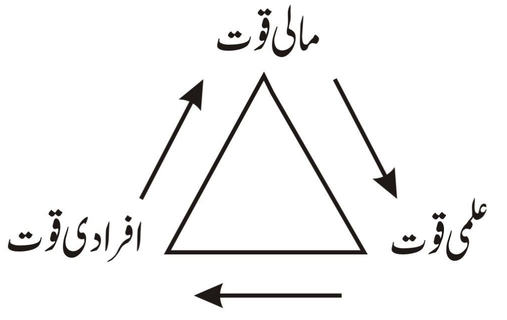
اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے تقریباً ایک سو چودہ (114) سال پہلے سن 1330 ہجری میں، مولانا شاہ محرم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ صدر انجمن نعمانیہ کے سوال کے جواب میں مسلکِ حق اہلسنت کی تنظیمی کیفیت سے متعلق جو غمگین روداد سنائی تھی، لگتا ہے آج بھی ہم وہیں کھڑے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ تنزلی کی طرف جارہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت نے مسلک حق اہلسنت کی ترقی کیلئے جو دس نکات پیش کئے، اگر ان عظیم نکات کو منشور بنایا جاتا تو آج ہمیں یہ صورتِ حال نہ دیکھنا پڑتی۔ بدقسمتی سے کسی نکتہ پر بھی صحیح طور پر عمل نہیں کیا گیا اور اگر عمل کیا گیا تو صرف کچھ نکات پر۔۔۔بس! آخر کیوں؟۔۔۔۔آج بھی وقت ہے، اگر ہم ان نکات پر عمل کریں تو ہم ضرور بالضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اس فتویٰ میں دس نکات پیش کرنے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم میں موجود کچھ خامیوں کی نشاندہی کی تاکہ ہم اُن خامیوں کا اِزالہ کرکے بہتری کی جانب پیش قدمی کریں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "خالص اہلسنت کی ایک قوت اجتماعی کی ضرور ضرورت ہے"۔ مگر اس کے لئے تین چیزوں کی صحت ضروری ہے۔

(1) علماء کا اتفاق

(2) تحمل شاق قدر بالطاق (جسکی جتنی استطاعت ہو، وہ اس کارِ خیر کیلئے مشقت برداشت کرے، جس سے جتنا ہوسکے وہ کام کرے)

(3) امراء کا انفاق لوجہ الخلاق (مالدار لوگوں کا تعاون اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔)

مندرجہ بالا تین نکات ذکر کرکے اعلیٰ حضرت نے تین ذرائع بیان کئے جو کسی تنظیم کو چلانے کے لئے بہت ضروری ہوتے ہیں یعنی علمی قوت، افرادی قوت، اور مالی قوت، گویا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کامیابی کیلئے ایک زاویہ فارمولے کے طور پر پیش کیا۔(Triangle)



ان زکات کاذ کر کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" یہاں یہ سب باتیں مفقود ہیں۔
فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ (فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ 597 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)
....اس وقت مالدار (مالی قوت) کا کیا کردار تھا اور آج ہماری مالی قوت کا کیا کردار ہے؟
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" ہمارے اغنیاء (مالدار) نام چاہتے ہیں معیصت (گناہ کے کاموں) بلکہ صریح ضلالت (کھلی گمراہی) میں ہزاروں اڑا دیں، خزانوں کے منہ کھول دیں۔ مگر کسی سُنّی مدرسے کو بھی یہ دن نصیب ہوا؟" یعنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ مالدار طبقہ روپیہ، پیسہ عیاشی میں اڑا دیتا ہے لیکن مدارس کیلئے کچھ نہیں ہوتا ہے اور آج بھی اکثر مالداروں کا یہی حال ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔
مزید اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔" (مالدار طبقہ) اوّل تو تائید دین و مذہب کیلئے گھبرائیں گے، (کہتے ہیں) میاں! یہ ان مولویوں کے جھگڑے ہیں اور شر ماشرمی ذلیل وخفیف (تھوڑا) چندہ بھی مقرر کیا تو:
(لَا یودہ اِلَّا مَادُمۡتَ عَلَیۡہِ قَآئِمًا) ترجمہ: وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو سوار ہو، (یعنی چندہ کے لئے بار بار ان کے پاس جانا پڑتا ہے)"۔
یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بتانا چاہتے ہیں کہ مالدار حضرات کو دین و مذہب کی تائید کرتے گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے۔ اگر چندہ دیں تو صرف معمولی سا اور اس کے حصول کے لئے بار بار چکر لگانا پڑتے ہیں تب جا کر کچھ دیتے ہیں۔ وہ دین مذہب کے معاملات میں لاتعلقی پسند کرتے ہیں گویا علماء ومشائخ نے سارے کاموں کا ٹھیکہ لیا ہوا ہو اور ان مالداروں کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اغنیاء (مالدار طبقے) پر تنقید کا مقصد ان کی اصلاح تھی نہ کے تنقید برائے تنقیص کہ اگر کسی میں یہ خامیاں ہیں تو ان کو دور کرے لیکن یاد رہے دیکھ بھال کر ہی چندہ دیا جائے کیونکہ آج کل بہت سے بہروپے مدرسے کا نام لے کر چندہ لیتے ہیں۔
... اُس وقت ہمارے کارکنوں (افرادی قوت) کا کیا کردار تھا اور آج ہماری افرادی قوت کا کیا کردار ہے؟
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔" ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال اور وہ جال معلوم نہیں جس سے وہابیہ خذلھم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے) بندگان خدا کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔ اس کیلئے ریاونفاق ومکروخِداع (دھوکے بازی) وبے حیائی وبے عزتی لازم ہے، وہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے، پھر ایسے کام کیونکر چلے؟

یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے کارکنوں کو وہ طریقے نہیں آتے جن کو اپناتے ہوئے لوگوں سے چندہ لیا جائے جبکہ وہابی قوم چونکہ منافق، ریاکار، دھوکے باز ہوتے ہے اور اپنی ان عادات سے لوگوں کو بے وقوف بنا کر ان کی جیب سے پیسے نکلوا لیتے ہیں۔۔۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ چندہ کے حصول کیلئے علماء ومشائخ کو منبر ومحراب پر تقریر و وعظ کے ذریعے لوگوں کی ذہن سازی کرنا پڑے گی کیونکہ آج بھی وہی صورتِ حال ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھی بلکہ اب تو ہم اس سے بھی کہیں زیادہ ابتری کا شکار ہیں۔

... اُس وقت ہمارے علماء (علمی قوت) کا کیا کردار تھا اور آج ہماری علمی قوت کا کردار ہے؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" علماء کی حالت یہ ہے کہ وہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں۔حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں جو بندۂ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اُسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔اتفاق علماء کا یہ حال ہے کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتیرے اس کے مخالف ہو گئے۔

یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی خامیاں بیان کر کے متنبہ فرمایا۔

(1) رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں۔

(2) حمایت مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں۔

(3) جو شخص علماء کا ساتھ دینا چاہے تو علماء اسے بے وقوف سمجھتے ہیں اور اپنے سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔

(4) حسد جیسی بُری خامی طبقہ علماء میں بھی ہے۔

معذرت کیساتھ آج بھی علماء کا یہی حال ہے، علماء کو چاہیئے کہ اپنی ذات سے ان خامیوں کو دور کریں اور اللہ کی رضا کے واسطے اتحاد واتفاق کی راہ ہموار کریں تا کہ اسی اتحاد واتفاق کی بدولت ہم کامیاب ہوسکیں۔

مزید محرومیوں کا ذکر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔" بڑی کمی امراء کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ" دین کے کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا۔کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں (آج بھی وہی صورت حال ہے) کوئی اخبار یہ پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدرِ حاجت آپ کے پاس نہیں۔بعض نے خونِ جگر کھا کر تصنیف کیں تو چھپیں کہاں سے؟ کسی طرح سے چھپا تو اشاعت کیونکر سے ہو؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں ان خامیوں کی نشاندہی کی وہی عظیم 10 نکاتی منشور پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آپ اپنے اس کام میں بھی اعلیٰ ہیں ۔جس طرح ہمیں قائداعظم کے چودہ نکات یاد ہیں یا کم از کم ان نکات کا علم ہے اسی طرح ہمیں اعلیٰ حضرت کے وہ دس نکات نہ صرف یاد ہونے چاہیئے بلکہ ان پر عمل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش بھی کرنی چاہیئے ۔

...اعلیٰ حضرت کے دن (10) نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں ۔

(2) طلبہ کو وظائف (Scholarship) ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں ۔

(3) مدرسوں (Teachers) کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں ۔

(4) طبائع طلبہ (Nature Of Students) کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے، معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے ۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع (Classification) ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر ۔

(5) ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً، تقریراً، واعظاو مناظرۃ اشاعتِ دین و مذہب کریں ۔

(6) حمایت (Defence) (مذہب) اور ردِ بدمذہباں میں مفید کُتب اور رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں ۔

(7) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں ۔

(8) شہروں، شہروں آپ کے سفیر نگران رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں ۔آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین، رسالے بھیجتے رہیں ۔

(9) جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو، لگاتے جائیں ۔

(10) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم ازکم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں، آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں، بلکہ مولانا! روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی ان شاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت سے افراد صرف تنخواہوں کے لالچ سے زہر اگلتے پھرتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیجئے اب آپ کی سی کہے گا۔ یا کم ازکم بہ لقمہ درختہ بہ تو ہوگا۔ دیکھئے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ: "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درہم و دینار سے چلے گا۔ (کشف الخفاء، حدیث 9623 دار الکتب العلمیہ بیروت 2/223) (فتاویٰ رضویہ، ج:1 ص:599،600)

اعلیٰ حضرت نے بلاشبہ عظیم الشان نکات دے کر ہم پر احسان عظیم کیا اب ان نکات کو منشور قرار دیکر آج ہی سے ان پر عمل شروع کر دینا چاہیئے۔ اس کیلئے بڑے مدارس، دار العلوم امجدیہ، دار العلوم نعیمیہ، دار العلوم انوار العلوم، نصرۃ العلوم، دار العلوم، انوار القرآن، جامعۃ المدینہ، الفرقان اسکالرز اکیڈمی۔۔۔ نہ صرف کراچی کے مدارس بلکہ ملک بھر کی طول و عرض میں پھیلے تمام بڑے مدارس جامعہ نظامیہ رضویہ، جامعہ نعیمیہ لاہور، دار العلوم انوار العلوم، ملتان، جامعہ ضیاء العلوم راولپنڈی، جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر کو ملکر ایک لائحہ عمل طے کرنا چاہیئے۔

خدارا! اب تو شرماشرمی کو بالائے طاق رکھ کر اللہ و رسول ﷺ کی رضا کے واسطے کچھ کریں۔

ختم شد

تعارف اعلیٰ حضرت

ولادت باسعادت

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان 10 شوال المکرم 1272ھ بمطابق 1856ء ہفتہ کے دن، ظہر کے وقت، بریلوی شہر کے محلّہ جسولی میں پیدا ہوئے۔

آپ کے نام

آپ کا پیدائشی نام **محمد** ہے۔

آپ کے دادا نے آپ کا نام **احمد رضا** رکھا۔

آپ کے والدہ ماجدہ آپ کو پیار سے **امن میاں** کے نام سے یاد کرتی تھیں۔

آپ کے والد ماجد آپ کو **احمد میاں** کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ کی تاریخی نام **المختار** تھا۔

آپ خود اپنے نام سے پہلے **عبد المصطفیٰ** لکھا کرتے تھے۔ (تجلیات امام احمد رضا ص 21)

چار سال کی عمر میں ختم قرآن کیا

آپ نے چار سال کی عمر میں جب کہ عموماً دوسرے بچے اس عمر میں اپنے وجود سے بھی بے خبر رہتے ہیں قرآن مجید ختم کر لیا۔ (سوانح امام احمد رضا صفحہ 98)

چھ سال کی عمر میں پہلی تقریر کی

چھ سال کی عمر شریف میں ربیع الاول میں منبر پر جلوہ افروز ہوئے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے تقریباً دو گھنٹے تقریر فرمائی۔ (مجددِ اسلام صفحہ 14)

آٹھ سال کی عمر میں وراثت کا مسئلہ تحریر کیا

آپ نے اپنے والد صاحب کی غیر موجودگی میں وراثت کا مسئلہ تحریر کیا۔ (کرامت اعلیٰ حضرت صفحہ 16)

آپ کے اساتذہ

(1) آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ (2) جناب مرزا غلام قادر بیگ

(3) حضرت مولانا عبد العلی رامپوری (4) آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ آل رسول ماہروی رحمۃ اللہ علیہ

(5) حضرت سالارِ خاندان برکاتیہ سید شاہ ابو الحسن احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ۔

جب آپ نے زیارت حرمین شریفین کیلئے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو درج ذیل تین شیوخ سے سند حدیث وفقہ حاصل فرمائی۔

(1) شیخ احمد بن زین دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ (2) شیخ عبد الرحمن سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ

(3) شیخ حسین بن صالح مکی رحمۃ اللہ علیہ

پونے چودہ سال کی عمر میں تدریس

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کا درس بحمدہ تعالیٰ تیرہ برس دس ماہ چار دن کی عمر میں ختم ہوا اس کے بعد چند سال تک طلبہ کو پڑھایا۔(حیات مولانا احمد رضا خان صفحہ 49)

آپ کا نکاح

آپ نے سن 1291 ہجری میں جناب شیخ فضل حسین صاحب کی صاحبزادی ارشادی بیگم سے شادی فرمائی۔

(مجدد اسلام صفحہ 45)

اولاد امجاز

اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا فرمائی۔جن کے نام درج ذیل ہیں۔

صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: (1) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

(2) مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ۔

صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں: (1) مصطفائی بیگم (2) کنیز حسن (3) کنیز حسین (4) کنیز حسنین (5) مرتضائی بیگم۔

وصال پر ملال

بروز جمعہ 25 صفر المظفر 1340 ہجری بوقت 2:38 پر آپ کا وصال ہو گیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ناشر: خالد بن ولید پبلشر (سیکٹر 11-G نیو کراچی)

رابطہ نمبر: 0310-2999178